Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

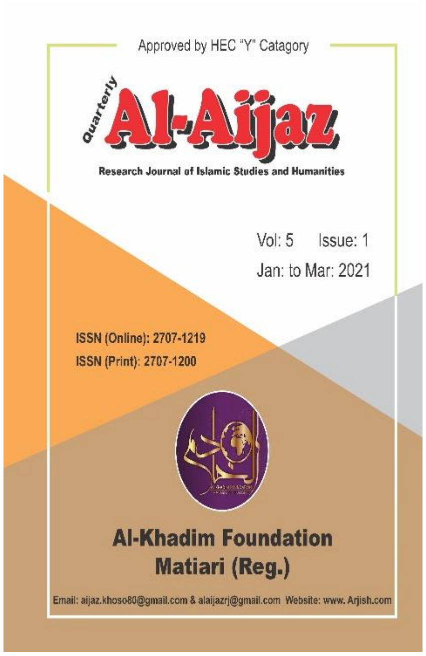

TOPIC:

Analytical Study of Imam Shami's Tafseeri Points in Sublul Huda

AUTHORS:

1. Muhammad Tahir, Ph.D Scholar, Department of Quran &Tafseer, AIOU Islamabad.
Email: mtahir071@gmail.com
2. Hafiz Iftikhar Ahmad, Chairman Islamic Studies Department, Islamic University Bahawalpur.
Email: driftikharahmad@gmail.com

How to cite:
Tahir, M., & Ahmad, H. I. (2021). U-1 Analytical Study of Imam Shami's Tafseeri Points in Sublul Huda. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(1), 1-13.
https://doi.org/10.53575/u1.v5.01(21).1-13

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/156

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 1-13

Published online: 2021-03-15

QR Code

سبل الھدٰی میں امام شامیؒ کے تفسیری نکات کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Imam Shami's Tafseeri Points in Sublul Huda

Muhammad Tahir*
Hafiz Iftikhar Ahmad**

Abstract
Allah sent the Prophets (peace and blessings of Allah be upon them) to lead mankind out of disbelief, polytheism and misguidance, and to call them to Islam and guidance. To carry forward this struggle of humanity, the great scholars and leaders of this Muslim Ummah went ahead. Are there any commentators, narrators and biographers among them? One of these biographers is Imam Muhammad ibn Yusuf al-Shami, (942 AH) was born in Salehiya, a town in Damascus, Syria and died in the town of Barquqiyah in Cairo. The sources of life of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) are the Holy Qur'aan, books of hadith and books of Shamaa'il, etc. A well-known book on the subject is "Sibal-ul-Huda wal-Rashad fi SiratKhair-ul-Ibad" written by Imam Muhammad ibn Yusuf al-Shami. In the present article, we presented the verses of The Holy Quran which are used in Sublul Huda to know his tafseeri points, causes of 'Nazool' and methodology. Imam Shami discussed several verses of The Holy Quran in his book at different places to state life of the Holy Mohammad PBUH. He mentioned many times one verse of the Holy Quran under different topic and chapters, and he attained different meanings and concepts from that verse to describe life of the Holy Prophet Mohammad PBUH. In this article, it is analyzed that how he get meanings from verses. How Imam shami describes the life of Holy Prophet PBUH in differentways. Furthermore it will be discussed the introduction of Imam Shami, Sublul Huda and its methodology.
Keywords: Imam Shami, Al-Quran, Tafseeri Points, Sublul Huda, Holy Muhammad PBUH.

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو کفر وشرک اور ضلالت سے نکالنے اور رشد و ہدایت کی طرف بلانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ جب ان نفوس قدسیہ کی آخری کڑی کا نبی ﷺ پر اختتام ہو گیا تو اصلاح انسانیت کی اس جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لیے اس امت مسلمہ کے علمائے کرام اور مشائخ عظام آگے بڑھے۔ انہوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دعوۃ وارشاد کے کام کو جوش وولولے سے آگے بڑھایا اور دین اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے کی اپنے تئیں بھرپور سعی کی۔ ان میں مفسرین، محدثین، فقہاء اور سیرت نگار شامل ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم نام امام محمدؒ بن یوسف الشامی کا بھی ہے۔

امام محمد بن رضا(م۱۴۰۸ھ) رقمطراز ہیں کہ امام شامیؒ کا لقب شمس الدین، کنیت ابوعبداللہ، نام محمد بن یوسف، الشامی، الصالحہ، الدمشقی، دمشق کی ایک بستی صالحیہ میں پیدا ہوئے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے ان ہی میں سے ایک کتاب "سبل الھدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر

* Ph.D Scholar, Department of Quran &Tafseer, AIOU Islamabad.
E-mail:mtahir071@gmail.com
** Chairman Islamic Studies Department, Islamic University Bahawalpur.
E-mail:driftikharahmad@gmail.com

العباد" ہے۔ قاہرہ کی برقوقیہ نامی بستی میں 14 شعبان 942ھ کو وفات پائی[1]۔

سیرت طیبہ کے ماخذ قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب شمائل وغیرہ ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کے حلیہ مبارک خصائل وعادات، آداب زندگی، خورد ونوش اور نشست و برخاست کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس موضوع پر کئی کتب لکھی گئیں۔ اسی سے متعلق ایک مشہور کتاب "سبل الھدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" ہے جو امام محمد بن یوسف الصالحہ الشامی کی تصنیف ہے۔ مذکورہ کتاب میں امام شامی نے سیرت کے تقریباً تمام پہلوؤں کو محیط ہے اور قرآنی آیات، احادیث اور اقوال صحابہ وتابعین کی روشنی میں سیرت النبی الخاتم ﷺ کا احاطہ کیا ہے۔ چودہ جلدوں پر مشتمل یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت سے طبع ہوئی، آخری دو جلدیں فہارس کی ہیں۔ یہ کتاب ان کی عمر بھر کا نچوڑ ہے۔ تین صد سے زائد کتابوں سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے اس کے مقدمہ میں امام شامی خود لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو نہایت محنت کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں نبی ﷺ کے شمائل کا ذکر بطور خاص شامل کیا ہے۔[2]

سبل الھدٰی کا منہج:

امام صاحبؒ نے سبل الھدٰی میں سیرت کو بیان کرنے کے لیے آیات قرآنیہ کو بکثرت ذکر کرتے ہیں پھر ان کی توضیح کے لیے شان نزول کو کبھی حدیث، کبھی اقوال صحابہ رضی اللہ عنہ وتابعین رحمہم اللہ اور کبھی بطور فائدہ کوئی واقعہ نقل کرتے ہیں۔ امام شامیؒ اکثر آیات مبارکہ کا کبھی مختصراً اور کبھی طویل شان نزول ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ مریم کی آیت ۶۴ کے شان نزول میں ابن اسحٰق لکھتے ہیں کہ اہل مکہ کے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے متعلق سوالوں کے جواب کے لئے رسول اللہ ﷺ کو پندرہ روز تک وحی کا انتظار کرنا پڑا جبکہ امام زہری اور موسیٰ بن عقبہ اپنی سیر میں تین دن تک وحی نہ آنے کا ذکر کرتے ہیں۔ امام شامی ابن اسحٰق کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب حضرت جبرائیلؑ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم اتنی دیر میرے پاس نہ آئے حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔[3]

اللہ عنہ سے اس آیت طیبہ كانتا رتقا ففتقناهما[4] کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ اس شیخ کے پاس جاؤ، ان سے پوچھو۔ انہوں نے کہا:

"كانت السماوات رتقا لا تمطر والأرض رتقا لا تنبت ففتق هذه بالمطر وفتق هذه بالإنبات، فرجع الرجل إلى ابن عمر رضى الله عنه فأخبره فقال: أن ابن عباس قد أوتي علما حدث هكذا كانت ثم قال ابن عمر: كنت أقول ما يعجبني جراءة ابن عباس على تفسير القرآن فالآن قد علمت أنه أوتي علما وحكمة"[5]

(آسمانوں میں پھٹن تھی وہ بارش نہ برساتے تھے زمین میں دراڑیں تھیں وہ سبزہ نہ اگاتی تھیں اس نے آسمان کو بارش سے پھاڑا۔ وہ آدمی ابن عمر کے پاس آگیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو علم عطا کیا ہے جسے وہ بیان کرتے ہیں میں تعجب کرتا تھا کہ وہ

قرآن پاک کی تفسیر بیان کرنے کی جرات کیسے کر لیتے ہیں۔اب مجھے علم ہوا کہ انہیں علم وحکمت عطا کی گئی ہے۔)

یہاں آیت کی تفسیر کے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تبحر علمی اور جلالت شان ظاہر ہو رہی ہے۔درج ذیل مثال تفسیر القرآن باالحدیث کی عمدہ مثال ہے ان آیات کی تشریح حدیث کے ذریعے سے کی گئی ہے۔

"أخرج البزار عن عمر بن الخطاب، قال: الذاريات ذروا هي الرياح، فالجاريات يسرا، هي السفن، فالمقسمات أمرا هي الملائكة، ولولا إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله ما قلته"[6]

(بزار نے جناب عمر فاروق سے روایت کیا گیا ہے ب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایتکیا ہے۔انہوں نے فرمایاالذاريات ذروا سے مراد ہوائیںفالجاريات يسراسے مراد کشتیاںاور فالمقسمات أمرا سے مراد فرشتے ہیں اگر میں نے آپ سے یہ روایت نہ سنی ہوتی تو میں کبھی بھی اسے بیان نہ کرتا)۔

علامہ شامیؒ بعض اوقات آیت کی تفسیر کرنے کی بجائے اس کے ذیل میں بطور فائدے کے کوئی واقعہ نقل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ ذیل میں مذکور اس واقعہ سے بیمار کو دم کرنے کا جواز بھی معلوم ہو گیااور آیات قرآنیہ کا شفاء ہونا بھی۔

امام حاکمؒ نے جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا۔اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کی:"میرے ایک بھائی کو درد ہو گیا ہے۔"آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"اسے کیسا درد ہے؟"اس نے عرض کی:" اسے دیوانگی ہے۔"آپ ﷺ نے فرمایا:"اسے میرے پاس لے آؤ۔" وہ اسے آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔آپ نے اسے سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ کی آخری آیت طیبہ وإلهكم إلـه واحدلاإلـه إلاهوالرحمن الرحيم۔آیۃ الکرسی اور سورۃ آل عمران کی یہ آیت طیبہ: شهدالله أنه لاإله إلاهو، سورۃ اعراف کی یہ آیت طیبہ: إن ربكم

جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا، سورۃ الصافات کی ابتدائی دس آیات، سورۃ الحشر کی آخری تین آیات، سورۃ اخلاص قل هو الله أحد، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دم فرمایا، تو وہ شخص یوں کھڑا ہو گیا جیسے اسے کسی چیز میں کبھی شک نہ ہوا ہو۔"[7]

امام شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث سے استدلال کرتے ہوئے ان آیات کو مریض کے لئے اور ہر قسم کی مرض کے لئے شفاء قرار دیا ہے۔نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مجنون (پاگل) کو لایا گیا تو آپ علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اس پر اس آیت کا اور کچھ دوسری آیات مبارکہ کا دم فرمایا جس سے وہ صحت یاب ہو گیا۔

امام شامی بعض اوقات ایک آیت کو ذکر کر کے اس کے ذیل میں اس کے متعلقات کو بھی ذکر کر دیتے ہیں جیسا کہ درج ذیل آیت میں جہنم کی کیفیت بیان کی گئی ہے مگر امام شامی نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں حالات وواقعات قیامت، انبیاء علیہم السلام اور جہنم کی کیفیت کو بھی بیان کر دیا ہے۔

"اذا راتھم من مکانٍبعیدٍسمعوالھاتغیظاوزفیرا"[8]

(جب وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو یہ لوگ اس کے بپھرنے اور پھنکارنے کی آوازیں سنیں گے)

اس آیت کے ذیل میں امام شامیؒ رقمطراز ہیں:

اسے (جہنم کو) دیکھ کر ہر نبی اور ہر صدیق گھٹنے کے بل بیٹھ جائے گا وہ عرض کرے گا: یارب! نفسی نفسی! حضور اکرم ﷺ امتی امتی کہہ

اولین وآخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا فرشتے اتریں گے وہ صفیں بنالیں گے اللہ رب العزت فرمائیں گے: جبرائیل! جہنم کو لے کر آؤ۔ وہ ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اسے ہانکتے ہوئے لائیں گے۔ جب وہ مخلوق سے ایک سو سال کی مسافت پر ہو گی تو وہ اس طرح آواز نکالے گی کہ مخلوق کے دل اڑ جائیں گے پھر وہ دوسری بار آواز نکالے گی تو سارے مقرب فرشتے اور نبی مرسل گھٹنوں کے بل جھک جائیں گے پھر وہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کہیں گے۔ میں اپنی خلت کے وسیلہ سے تجھ سے صرف اپنے نفس کا سوال کرتا ہوں۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ امتی امتی کہہ رہے ہوں گے۔ آپ عرض کریں گے: میں آج تجھ سے اپنے نفس کے بارے میں سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپ کی امت کے اولیاء پر نہ خوف ہے نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم میں آپ کی امت کے بارے میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دوں گا، پھر فرشتے رب تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔ وہ منتظر ہوں گے کہ انہیں کیا حکم دیا جاتا ہے۔[9]

امام شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایات کی روشنی میں جہنم کی شدت روز قیامت کی ہولناک منظر کشی کی ہے۔ کہ جہنم 70 ہزار لگاموں کے ساتھ لائی جائے گی۔ جو چیخ رہی ہو گی۔ اور اس کی چیخ سے فرشے ورسل علیہم السلام گھٹنوں کے بل گر جائیں گے تمام انبیاء کرام اپنے بارے میں فکر مند ہوں گے۔ صرف جناب نبی ﷺ اپنی امت کے بارے میں پریشان ہوں گے۔ تو ارشاد ہو گا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کی جائیں گی۔

جناب نبی کریم ﷺ اور دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیان قرآنی آیات کی روشنی میں خوبصورت انداز میں امام شامی نے موازنہ کیا ہے تمام نبیوں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں اور جو جو کچھ مانگا وہ تمام اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو بغیر مانگے عطا فرما دیا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت اور علو شان پر دال ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی: والذي أطمع أن يغفرلي خطيئتي يوم الدين (اور جس سے میں یہ امید لگائے ہوئے ہوں کہ وہ حساب وکتاب کے دن میری خطا بخش دے گا۔) جبکہ نبی ﷺ سے خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك

يبعثون(اور اس دن مجھے رسوانہ کرنا جس روز لوگوں کو پھر سے زندہ کیا جائے گا۔) جبکہ آپ ﷺ کو ارشاد باری ہوا: يوم لا يخزي الله النبي والذين آمنوا معه(اس دن جب اللہ نبی کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو رسوا نہیں کرے گا)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے دعا فرمائی: حسبي الله ونعم الوكيل (میرے لیے اللہ کافی ہے اور کتنا اچھا کارساز ہے) جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يا أيهاالنبي حسبك الله(اے نبی! تمہارے لیے تو بس اللہ کافی ہے) اور ارشاد فرمایا: ووجدك ضالا فهدى (اور تمہیں راستے سے ناواقف پایا تو راستہ دکھایا) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی: واجعل لي لسان صدق في الآخرين(اور آنے والی نسلوں میں

خاطر تمہارے تذکرے کو اونچا مقام عطا کردیا ہے) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی: واجنبني وبني أن نعبد الأصنام(اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا لے کہ ہم بتوں کی پرستش کریں) جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ارشاد فرمایا: يريدالله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا(اے نبی کے اہل بیت! (گھر والو) اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی: واجعلني من ورثة جنة النعيم(اور مجھے ان لوگوں میں سے بنادے جو نعمتوں والی جنت کے وارث ہوں گے) جبکہ آپ ﷺ کے لیے ارشاد ہوا: إنا أعطيناك الكوثر۔(یقین جانیے ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے۔)[10]

امام شامیؒ نے یہاں سیرت کے حوالے سے بہت عمدہ موازنہ قرآن کریم کی آیات کے ذریعے سے کیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے التجاء کررہے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ خود خوشخبریاں دے رہے ہیں۔ یہاں پر ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ان دعاؤں اور ان سے موازنے کے لیے دیگر انبیاء علیہم السلام کو چھوڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہی کیوں منتخب کیا؟ اس کے جواب میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

"ابراہیمؑ کو اس لئے مختص کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ابراہیمؑ کی اتباع کا حکم دیا ہے خصوصا ارکان حج میں یا اس دعا" واجعل لي لسان صدق في الآخرين" کی وجہ سے مختص کیا گیا۔"[11]

بعض حضرات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا مصداق جناب نبی کریم ﷺ کو قرار دیا ہے جیسا کہ اس کے متعلق علامہ شامیؒ نے لکھا ہے:

"بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کے اس فرمان: واجعل لي لسان صدق في الآخرين میں لسان سے مراد نبی ﷺ کی ذات ہے۔

اس کے معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ ان کی نسل میں ایسی ذات پیدا فرمادے جو حق کو قائم کرے حق کی طرف راہ نمائی کرے ان کی یہ دعا نبی کریم ﷺ کے حق میں قبول کرلی گئی۔"[12]

امام شامیؒ نے سیرت کے حوالے سے ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا اور آنے والی نسلوں میں میرے لئے وہ زبانیں پیدا فرمادے جو میرے سچائی کو گواہی دیں، سے مراد جناب نبی ﷺ کی ذات گرامی قدر ہے۔ عند البعض ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ نبی ﷺ کو بھی اتباع خاتم النبیین کا حکم فرمایا گیا ہے، بالخصوص ارکان حج میں۔

،خفیف اور اخف، ثقیل اور اثقل، ضعیف اور اضعف ہونے کو بیان کرتے ہیں مثلاً سورہ مریم آیت نمبر 4 کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"فلذلك كان القرآن أحسن الحديث وأفصحه، وإن كان مشتملا على الفصيح والأفصح، والمليح والأملح، ولذلك أمثلة،ووهن العظم مني[مريم/ 4]أحسن من «ضعف» لأن الفتحة أخف من الضمة. ومنها آمن أخف من «صدق»، ولذا كان ذكره أكثر من ذكر التصديق وآثرك الله[يوسف/ 91]أخف من «فضلك» وآتى أخف من «أعطى»وأنذر[يس/ 6] أخف من«خوف»وخير لكم [البقرة/ 54]أخف من «أفضل لكم»"[13]

(یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک ساری باتوں سے حسین ترین اور فصیح ترین ہے اگرچہ یہ فصیح اور افصح اور ملیح اور املح پر مشتمل ہوتا ہے مثلاً "وھن ضعف" سے زیادہ احسن ہے کیونکہ فتحہ ضمہ سے زیادہ خفیف ہوتا ہے۔اسی طرح "آمن""صدق" سے زیادہ خفیف ہے۔اسی لیے تصدیق سے زیادہ اس کا اثر ہے۔اسی طرح آثرک اللہ (یوسف۹۱)یہ فضلک سے زیادہ خفیف ہے۔"اتیٰ"اعطی" سے خفیف ہے۔خیر لکم،افضلکم سے زیادہ خفیف ہے۔)

امام شامیؒ اپنی کتاب میں لغوی اور ادبی اسلوب کو بھی ذکر فرمایا ہے چنانچہ الفاظ کی لغوی تشریح فرماتے ہوئے مترادف الفاظ کا ایک دوسرے سے خفیف ہونے یا ثقیل ہونے کو بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ وھن اور ضعف دونوں کا معنیٰ کمزور ہونا ہے لیکن وھن ضعف سے خفیف ہے اور اس کی وجہ ضعف کے ضمہ کو قرار دیا ہے کیونکہ فتحہ اخف الحرکات ہے۔یہ بھی بلاغت کا ایک اسلوب ہے کہ خفیف کو ثقیل پر اور اخف کو خفیف پر ترجیح دی جاتی ہے۔

امام شامیؒ کا ایک تفسیری انداز یہ بھی ہے کہ وہ آیت کا شان نزول تو ذکر کرتے ہی ہیں لیکن بعض اوقات وہ آیت کو اس لیے بھی لاتے ہیں کہ وہ آیت کسی کا مستدل اور ماخذ ہوتی ہے جیسا کہ یہ آیت بطور استشہاد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس وقت پیش

کی جب وہ رسول ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی وراثت حاصل کرنے کے لیے آئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوجہ حدیث وراثت جاری نہ فرمائی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آیت مذکورہ سے استشہاد کیا کہ حضرت زکریاؑ نے وارث مانگا تھا حالانکہ وہ بھی نبی تھے۔

ابن سعد نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایات کیا ہے کہ سیدہ خاتون جنت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئیں وہ اپنی وراثت کا مطالبہ کر رہی تھیں حضرت عباس رضی اللہ بھی اپنی وراثت کے لیے آگئے ان کے ہمراہ سیدنا علی المرتضیٰ بھی تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضور ﷺ نے فرمایا: لا نورث ما تركنا صدقة[14] "ہماری وراثت نہیں چلتی جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے حضور ﷺ جو کفالت فرماتے تھے وہ مجھ پر ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (بطور استدلال کے) فرمایا: **ورث سليمان داود** (سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے جانشین بنے) **يرثني ويرث من آل يعقوب** (جو وارث میرا بنے اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کا)۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ اسی طرح ہے بخدا تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو، سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ یہ کتاب الٰہی بول رہی ہے۔ وہ خاموش ہو گئے اور چلے گئے[15].

امام شامیؒ نے سیرت کا ایک عجیب تفسیری نکتہ بیان کیا ہے کہ مندرجہ ذیل آیت میں "**ومن أحسن قولا**" کا مصداق جناب نبی کریم ﷺ ہیں چنانچہ امام شامی، ابو حفص نسفی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

"الاحسن:۔یہ الحسن سے افعل کے وزن پر ہے۔اس سے مراد اعضاء کا متناسب ہونا ہے۔اس سے مراد صفات کمال جامع ہونا بھی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: **ومن أحسن قولامن دعا إلى الله** (اور اس شخص سے بہتر بات بھلا کس کی ہو گی جو اللہ کی طرف بلائے۔) عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت طیبہ پڑھی اور فرمایا اس سے مراد آپ ﷺ ہیں یہ رب تعالیٰ کے صفی ہیں یہ رب تعالیٰ کو روئے زمیں کے سارے لوگوں سے محبوب ہیں۔ اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبولیت سے نوازا ہے۔انہوں نے لوگوں کو اس چیز کی طرف بلایا ہے۔ جس کے بارے میں رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول کی ہے"۔[16]

سبل الھدیٰ میں امام شامی کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ کتاب اللہ کے معجز ہونے کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بعض آیات کی تفسیر میں ایسے واقعات کو بھی نقل کرتے ہیں جن سے قرآن پاک کے معجز ہونے کی تائید بھی ہوتی ہے جیسا کہ :[17].

یحییٰ بن اکثمؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ایک یہودی مامون کے پاس گیا۔مامون نے اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس

نے انکار کر دیا ایک سال بعد وہ مسلمان ہو کر آگیا۔اس نے فقہ پر عمدہ کلام کیا۔مامون نے اس سے پوچھا: تیرے اسلام لانے کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا: جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے ان ادیان کو آزمانے کا ارادہ کیا۔میں نے تورات لی اس کے تین نسخے لکھے ان میں کمی وبیشی کی انہیں لے کر کنیسہ میں چلا گیا۔میں نے انہیں بیچ دیا۔میں نے انجیل لی اس کے تین نسخے لکھے۔ان میں کمی وبیشی کی اسے گرجا میں لے گیا وہ بھی مجھ سے خرید لئے گئے۔پھر میں قرآن پاک طرف گیا میں اسکے تین نسخے لکھے ان میں کمی بیشی کی۔ میں انہیں کتب خانہ میں لے گیا۔انہوں نے اسکی چھان بین کی انہوں نے اس میں کمی بیشی پائی۔انہوں نے انہیں پھینک دیا۔انہوں نے انہیں نہ خریدا مجھ علم ہو گیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اس لئے میں نے اسلام قبول کر لیا" حضرت یحییٰ بن اکثمؒ نے فرمایا: میں نے اسی سال حج کیا حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃاللہ علیہ سے ملاقات کی اور یہ واقعہ بیان کیا۔انہوں نے مجھ سے فرمایا: کتاب الٰہی میں اسکا مصداق بھی ہے۔میں عرض کی: کسی جگہ؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالی تورات اور انجیل کے متعلق فرمایا: (بما استحفظوا من کتاب اللہ) رب تعالی نے ان کتابوں کا ذمہ انکے سپرد کیا تھا۔رب تعالی نے قرآن پاک کے متعلق ارشاد فرمایا: (إنا نحن نزلنا الذکر---الخ) اس آیت طیبہ کے بارے میں امام بیہقیؒ نے حضرت حسن سے یہ روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں: رب تعالی نے شیطان سے اس کی حفاظت کی ہے۔وہ اس قرآن میں کسی باطل کا اضافہ نہیں کر سکتا نہ ہی اس میں سے حق کی کمی کر سکتا ہے۔

قرآن پاک کے اعجاز کو اس مقام پر ذکر کیا گیا ہے۔قرآن کریم میں کوئی بھی کسی قسم کی کمی کر سکتا ہے نہ اضافہ،امام شامیؒ اسی کے متعلق ایک واقعہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ یہودی نے کیسے تحریف کرنے کی کوشش کی اور تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

امام شامی نے ایک اشکال کو حل کیا ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ہم نے اس کلام مجید کو عربی زبان میں اتارا ہے جبکہ قرآن پاک میں عند البعض عجمی الفاظ بھی مذکور ہیں اس اختلاف کو عمدہ انداز میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

قرآن پاک کا معجز ہونا اس آیت سے ظاہر ہے یہی وجہ ہے کہ اس بات میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ قرآن حکیم میں غیر عربی الفاظ ہیں یا نہیں،اقرب الی الصواب قول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے وہ یہ کہ قرآن سارا کا سارا عربی میں ہے۔باقی رہے وہ الفاظ جو عجمی بھی قرآن پاک میں استعمال ہوئے ہیں۔وہ ایسے الفاظ ہیں جو عجم میں بھی اور عرب میں بھی مشترک استعمال ہوتے تھے۔ان سے اہل عرب غیر مانوس نہیں تھے۔[18]

امام شامیؒ بعض اوقات آیت کی تشریح کے لئے روایات ضعیفہ سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسا کہ یہاں بھی کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بچے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالی 'آدمؑ سے لیکر اس بچے کے ماں باپ تک

تمام نسب کو حاضر کرکے، پھر اپنی مرضی سے جیسا چاہتے ہیں تخلیق فرماتے ہیں۔

"أخرج ابن جرير والطبراني بسند ضعيف، من طريق موسى بن علي بن رباح، عن أبيه عن جده، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له: «ما ولد لك؟» قال: ما عسى أن يولد لي! إما غلام أو جارية! قال: «فمن يشبه؟» قال: من عسى أن يشبه! إما أباه وإما أمه! فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «مه لا تقولن هذا، إن النطفة إذا استقرت في الرحم أحضرها الله تعالى كل نسب بينها وبين آدم، أما قرأت:في أي صورةٍ ما شاء ركبك [الانفطار/ 8] قال:سلكك"[19]

حضور اکرم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ان سے فرمایا" تمہارے ہاں کیا پیدا ہوا ہے ؟ انہوں نے فرمایا: "عنقریب میرے ہاں بچہ یا بچی کی پیدا

ارشاد فرمایا: "رکو! اس طرح نہ کہو، بلاشبہ نطفہ جب رحم میں قرار ٹھہرتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے اور حضرت آدمؑ کے مابین تمام نسب حاضر کرتا ہے۔ کیا تم نے پڑھا نہیں في أي صورةٍ ما شاء ركبك)۔

والتسلیم نے اس کو فلاں نماز میں پڑھا، یا یہ کہ پڑھنے کا معمول تھا اس بات کو علامہ شامی نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے مثلا

"وروى مسلم، وأبو داود، والنسائي عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الظهر فقرأ بهاتين السورتين سبح اسم ربك الأعلى [الأعلى 1] وهل أتاك حديث الغاشية[الغاشية1]"[20]

امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور امام نسائیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا:" میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ظہر پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ نے سورۃ الغاشیہ تلاوت فرمائی۔

"وروى الإمام أحمد واللفظ له وأبو داود، وابن ماجة، والدارقطني عن أبي بن كعب رضي الله تعالى عنه قال: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث يقرأ في الأولى ب سبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية قل يا أيها الكافرون وفي الثالثة قل هو الله أحد"[21]

امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، ابن ماجہؒ اور دار قطنیؒ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ تین رکعتیں وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سوۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے تھے

بنیادی طور پر چونکہ یہ ایک سیرت کی کتاب ہے اس لیے امام شامی نے اس میں بہت سے مقامات پر نبی کریم ﷺ کے مبارک معمولات کو بھی ذکر کیا ہے اٹھنے کے، سونے، جاگنے، کھانے، پینے، چلنے، رفتار و گفتار، اخلاق و آداب، داخلی و خارجی، انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کو سامنے لانے کی سعی کی ہے جیسے آپ ﷺ کے سونے کے معمول کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے آخری سورتیں پڑھ کر ہاتھوں پہ پھونک کر پورے جسم پر پھیر لیتے تھے۔[22]

قرآنی آیات کے الفاظ کی لغوی تشریح امام شامی نے اپنی کتاب میں کئی جگہ پر ذکر کرتے ہیں ان میں سے ایک جگہ یہ ہے یہاں لفظ "الإسـراء" کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ الحافظؒ نے لکھا ہے:

اسریٰ لیلا نہیں کہا جاتا۔''رات کے ابتدائی حصہ میں چلنے کو ادلج کہا جاتا ہے۔اسی لیے رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا فأسر بعبادي ليلا (کہ لے گیا وہ اپنے بندے کو رات کے وقت) یعنی رات کے درمیانی حصے میں لے گیا) [23]۔

کے مصداق کے بارے میں بھی اقوال مختلفہ لے آتے ہیں جیسا کہ سورۃ فتح میں فتح مبین سے مراد غزوہ خیبر ہے، صلح حدیبیہ یا فتح مکہ ہے[24]

امام شامی کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ بعض اوقات صحابہ کے ایمان لانے کے واقعہ کو قرآنی آیت کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں جیسا کہ یہاں ذکر کیا ہے۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:''حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی قوم کے ایک کارواں کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔جب رات کی تاریکی چھا گئی۔وہ ایک خوفناک اور وحشت ناک وادی میں تھے۔توانکے ساتھیوں نے انہیں کہا :''ابو کلاب !اٹھو اپنے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے امان مانگو۔''حضرت حجاج اٹھے اپنے ساتھیوں کے ارد گرد چکر لگایا۔ان کی نگرانی کی اور کہا:''میں اور میرے ساتھی اس وادی کے ہر جن کی پناہ میں آتے ہیں۔حتی 'کہ میں اور میرا کارواں صحیح سلامت لوٹ جائیں انہوں نے اس وقت کسی کو یوں کہتے سنا یا معشر الجن والإنس إن استطعتم أن تنفذوا من أقطار السماوات والأرض فانفذوا لا تنفذون إلا بسلطانٍ جب و ہ مکہ مکرمہ پہنچے اس واقعہ کی خبر قریش کو دی انہوں نے کہا:''ابو کلاب کیا تم صابی ہو گئے ہو۔یہ کلام تو حصہ ہے اس کلام کا جس کے متعلق محمد عربی ﷺ گمان کرتے ہیں کہ ان پر نازل ہوا ہے۔انہوں نے کہا:۔بخدا یہ کلام مقدس تو میں نے اور میرے ساتھیوں

نے سنا ہے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سوال کیا ان سے کہا گیا آپ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہیں۔وہ آپ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔[25]

اس آیت کے ذیل میں امام شامیؒ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ایک خوفناک وادی میں دوران پڑاؤ اس آیت مبارکہ کو سنا اور پھر مدینہ طیبہ آکر حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

خلاصہ

امام شامی کی کتب میں سے اہم ترین کتاب "سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" ہے جسے سیرت شامی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب چودہ جلدوں میں ہے۔ بارہ جلدوں میں سیرت کی مباحث ہیں جبکہ دو جلدوں میں فہارس ہیں۔امام شامیؒ نے اس کتاب میں آنحضرتؐ کی سیرت کو بیان فرمایا ہے۔ سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے قرآنی آیات سے بھی رسول مکرمؐ کے احوال کو بیان فرمایا ہے۔ ہم نے ان قرآنی آیات کو سورتوں کے کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔امام شامیؒ نے ان سورتوں کو اپنی کتاب میں مختلف حوالوں سے ذکر کرتے ہوئے حضرت محمدؐ کی سیرت بیان کیا ہے۔امام شامیؒ ان آیات کو کسی تریب سے بیان نہیں کرتے بلکہ جہاں انہوں نے ضرورت محسوس کی وہاں بیان فرما دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر آیت مختلف باب اور جلد میں سے تلاش کیا گیا ہے۔امام شامیؒ نے ایک ایک آیت کو کئی مقامات پر مکرر بھی ذکر کرتے ہوئے الگ الگ مفہوم لیا ہے۔امام شامیؒ اپنی بات کی دلیل کے لئے آیات، آحادیث، اقوال صحابہ کے ساتھ ساتھ لغوی وادبی تشریحات کو بھی لاتے ہیں اور کبھی کبھی ان کے حوالے بھی ذکر کرتے ہوئے راجح قول کی اشارہ بھی کر دیتے ہیں۔

References

[1] Umar Bin Raza Bin Muhammad Raghib,MoujamulMuallifeen,Darihya Al Turaas al Arabi Bairut,Vol.12,P.131

[2] Al-Shami, Mohammad bin YousufAssalihi, Subul Huda wal Rashad fi seeratKhairilibad,Tahqeeq o Taaleeq Abdul Moujood, AAdil Ahmad, Al-Shaikh / Ali Mohammad Moauz, Al-Shaikh, Bairut, Dar ulKutab al-Ilmia, 1993, vol. 01,p. 03

[3] Shami,Subulul Huda,Vol2,P.268

[4] Al Anbia 21:30

[5] Abu Nuaim, Ahmad bin Abdullah Bin Ahmad Al Asbahani, (430AH), HilyatulAuliyawaTabqatulAsfia , DarulKutubulArabi Bairut,Vol.1,P.320 Abu Nuaim, Ahmad bin Abdullah Bin Ahmad Al Asbahani, (430AH), Al TibunNabvi , Dar ibn e Hazm 2006,Hadees 713 . Subulul Huda,Vol.11 , P.125.

[6] Al Bazzar, Abu Bakar Ahmad Bin Amr (292AH),Musnad Al Bazzar Al

Manshoorbismil Bahr uzZakhar, maktaba Al UloomWalHikam Al Madina Al Munawwarah(1988-2009),Hadees 299 . SubululHuda,Vol.9 , P.336

[7] Imam Hakim,Muhammad Bin Abdullah Bin Muhammad,AlMustadrak Al Assaheehain, , Dar ulKutab al-IlmiaBairut ,1990AH, Hadees8269. Subulul Huda,Vol.10 , P.27

[8] Surat al Furqan: 25-12.

[9] HilyatulAuliyawaTabqatulAsfia ,Vol.5,P.372 Subulul Huda,Vol.12 , P.458

[10] Subulul Huda,Vol.10 , P.267

[11] Shami,Subulul Huda,Vol.12 , P.442

[12] Shami,Subulul Huda,Vol.1 , P.501

[13] Shami,Subulul Huda,Vol.9 , P.427

[14] Bukhari,Muhammad Bin Ismaeel, Al Jami us Saheeh,Dar ibn e Kaseer Bairut,1407AH.Hadees 6727.

[15] Shami,Subulul Huda,Vol.12 , P.370

[16] Shami,Subulul Huda,Vol.1 , P.423

[17] Shami,Subulul Huda,Vol.10 , P.285

[18] Al-Tibri, Abu Ja'far Mohammad bin Jarir (310 A.H.), TafseerTibri/ Jamea al-Bayan fi Taweel Al-Quran, MoassatulRisalaBairut:, 2001, vol.10,P290-291 . Shami,Subulul Huda,Vol.10 , P.290-291

[19] Al vabrani, abulQasimSuleman Bin Ahmad, (360AH),Al MujamulKabeer ,Dar ihya Al Turas Al Arabi, 1983,Vol.5,P.74 . Tafseer Tabri,Vol.24,P.274 . Shami,Subulul Huda,Vol.9 , P.337

[20] An Nisai,Abu Abdul Rahman Ahmad bin Shoaib(303AH),Sunan Al Kubra, , MoassatulRisalaBairut:, 2001,Hadees 1046 .,Subulul Huda,Vol.8 , P.127

[21] Al Darmi, Abu Muhammad Abdullah bin Abdul Rahman Al Darmi, Sunan Al Darmi, DarulKitab al ArabiBairut 1407AH,Hadees1589, Sunan Al Kubra lin Nisai,Hadees1427 . Shami,Subulul Huda,Vol.8 , P.268

[22] Saheeh Al Bukhari,BaabFasl Al Muawwazat,Hadees4729 . Abu Dawood,Suleman Bin Ash'as Al Sajistani(275AH),Sunan Abi Dawood, Al MaktabatulAsriahSaidaBairut,Hadees 5056.

Al Tirmazi, Abu Esa, Muhammad Bin Esa Bin Sura(279AH)Sunan Al Tirmazi,DarulGharb Al Islami Bairut,1998,Hadees3402 . Subulul Huda,Vol.8 , P.512

[23] Subulul Huda,Vol.3 , P.12

[24] Saheeh Al Bukhari,Baab Ghazwat ul Hudaibia,Hadees3920 . Subul ul Huda,Vol.5 ,

P.64
[25] Ibn Qazi Khan, Alaoud Din Ali Bin Hussam Ibn Qazi Khan(975A.H.),Kanzulummal Fi Sunan Al AqwalWalAfaal,MoassatulRisalaBairut 1401AH,Baab Al Hajjaj Bin Allat As Salmi,Vol.13,P.348 . Subulul Huda,Vol.6 , P.321